مولانا وارث مظہری

مسلم مخالف مغربی تحریکات اور مسلمان

مسلم مخالف مہم یا تحریک کوئی نیا مظہر (Phenomenon) نہیں ہے جیسا کہ ہماری اکثریت بالخصوص تاریخ وسماجیات سے ناواقف طبقہ سمجھتا ہے۔ اسلامی تاریخ کا پہلا ہی مرحلہ شدید ترین طور پر اس سے متاثر ہوا۔ اس سے اسلام کی راہ میں رکاوٹیں پڑیں۔ لیکن بہر حال ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس نے اسلام کو آگے بڑھنے سے روک دیا ہو۔ بلکہ اکثر اوقات بدنامی اور کردارکشی کی مہم جویانہ کوششیں ہی اسلام کے تعارف واشاعت کا ذریعہ بن گئیں۔ یہ اسلام کی معجزانہ قوت اور پیغمبر اسلام اور ان کے اصحاب کی حکمت وفراست کا طبعی نتیجہ تھا۔

مسلمانوں کی قوت وشوکت کے عروج کے زمانے (700-1000.AD) میں مسیحی دنیا میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نفرت وحقارت کی آندھیاں چل رہی تھیں۔ صلیبی جنگوں کا ایک بڑا عامل یہی تھا' جیسا کہ جوزف شاخت (Legacy of Islam) اور دوسرے غیر مسلم ومسلم مؤرخین نے اس کی وضاحت کی ہے۔ البتہ صلیبی جنگوں (1096-1291) میں مسلمانوں کی فتح نے اسلام اور مسلمانوں کے تئیں اس ڈھلے ڈھلائے ذہنی رویے (Stereotypes) کو عوامی سطح پر وسیع اور مستحکم کردیا چنانچہ جو چیز پہلے ایک چنگاری کی حیثیت رکھتی تھی اس نے شعلے کی شکل اختیار کرلی۔ اس میں اس وقت کے عیسائی ادیبوں اور شاعروں نے اہم کردار ادا کیا۔ جنہوں نے اسلام' مسلمان اور مسلم دنیا سے متعلق ایسی اساطیر روایات پر مشتمل لٹریچر تیار کیا جس پر خود آج کی عیسائی دنیا حیران وپشیمان ہے۔ مثلاً عیسائی عوام کو یہ بتایا گیا کہ مسلمان مہاونڈ (محمد کی بگڑی ہوئی شکل)' ٹراوگانٹ (Tervagant) اور اپولو (Appolo) کی پرستش کرتے ہیں (تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں مذکورہ بالا کتاب کا پہلا مقالہ) خود اس وقت کی صورتحال کیا ہے اس کا اندازہ مشہور امریکہ اساس مسلم تنظیم ''کیر'' کی پچھلے سال کی ایک رپورٹ سے کیا جاسکتا ہے جو اس کی آفیشیل ویب سائٹ پر موجود ہے۔ اس کے مطابق چار میں سے ایک امریکی اسلام کے تعلق سے نہایت مخالفانہ نظریہ رکھتا ہے۔ صرف دو فیصد امریکی اسلام کی اچھی واقفیت رکھتے ہیں۔ آدھے امریکی اسلام سے متعلق منفی امیج کے حامل ہیں وغیرہ۔ ایک تازہ ترین سروے کے مطابق' برطانوی شہری مسلمانوں سے نفرت میں سب سے آگے ہیں۔

اس طرح صدیوں مغرب اسلام کی صحیح صورت سے آشنا نہ ہوسکا۔ اٹھارویں صدی کے اواخر سے مسلم دنیا کو قریب سے دیکھنے اور ان کی تہذیب وعقائد سے متعلق واقفیت حاصل کرنے کا مغرب کے تعلیم یافتوں طبقوں میں رجحان

پیدا ہوا جس نے آگے چل کر باضابطہ ایک تحریک استشراق کی شکل اختیار کرلی۔ لیکن ایک طرف ذہنی اعتبار سے اس تحریک پر عیسائی تبشیر (missiionary work) کے اثرات تھے دوسری طرف سیاسی سطح پر وہ استعماری طاقتوں کا آلہ کار تھی۔ کم از کم دوسرے پہلو کو اڈورڈ سعید کی کتاب (Oriantalism(1976) (استشراق) نے مشرق و مغرب کے غیر جانب دار علمی حلقوں میں مزید کسی بحث کے قابل نہیں چھوڑا ہے۔ استشراق اگرچہ اکثر پہلوؤں سے ایک منفی تحریک تھی تاہم اس نے مشرق و مغرب کے ایک دوسرے کو سمجھنے میں اہم رول ادا کیا۔ اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اڈورڈ سعید کے بہ قول 1800 سے 1950 ڈیڑھ سو سالوں کے درمیان شرق ادنی (Near East) سے متعلق مستشرقین کی طرف سے 60,000 کتابیں لکھی گئیں (ص Oriantalism:204) ہم کہہ سکتے ہیں جنگ عظیم دوم کے بعد اہل مغرب نے اسلام کو اور مسلمانوں نے مغرب کو زیادہ سنجیدگی کے ساتھ سمجھنے کی کوشش کی۔ اس کی ایک بڑی وجہ مسلم دنیا کے عوام اور دانش وروں (intellectuals) کا عالمی امن کی صورتحال کے بعد مغربی دنیا کا رخ کرنا اور سنجیدہ و غیر کشیدہ (برخلاف اسلامی ممالک کے استعمار زدہ کشیدگی و نفرت کے ماحول کے) ماحول میں مسلم مسیحی اختلاط تھا۔ لیکن 1979 میں ایرانی انقلاب نے مغرب کو دوبارہ اسلام کے تعلق سے منفیت پسندی کے رخ پر ڈال دیا۔ اس کے بعد کی دو دہائیوں کے درمیانی عرصے میں اسلام سے متعلق مصنوبہ بند زہریلی کتابیں لکھی گئیں اور اسلام کو عہد وسطی (یا مابعد صلیبی جنگ) کے خوں آشام عفریت (bloody monster) کی شکل میں پیش کیا جانے لگا۔ پھر برنارڈ لیس اور سموئل پی ہن ٹنگٹن جیسے مفکروں اور نظریہ سازوں نے نائن الیون جیسے واقعے کے ظہور میں آنے کا پورا ماحول تیار کر دیا۔

موجودہ تناظر:

نائن الیون کے بعد کا منظر نامہ اسلام اور مسلمان کے لئے دور استعمال کے بعد کا سب سے بھیانک ترین منظر نامہ ہے۔ سابق امریکی صدر بل کلنٹن کا کہنا ہے کہ: عرب میں اسلام کے خلاف تعصب نے اینٹی سیمائزم کی جگہ لے لی ہے۔ اس سے قبل کی دو دہائیوں میں اسلام کو درکنار کرنے اور مسلمانوں کو بے اثر بنانے کے لئے جو نظریہ سازی کی گئی تھی اب اسے باضابطہ طور پر نافذ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ پہلے عمل میں باضابطہ طور پر مذہبی جماعتیں شامل تھیں اب اس میں بڑے پیانے پر سیاسی و سماجی جماعتیں بھی شامل ہوگئی ہیں۔ بلکہ کئی حیثیتوں سے وہ متعصب مذہبی جماعتوں سے نتیجے کے اعتبار سے زیادہ خطرناک ہیں کیونکہ مغربی سماج میں مذہبی جماعتوں کا اثر زیادہ نہیں رہا ہے۔ اسلام کے خلاف موجودہ کوششوں میں براہ راست اسلام کو ہی نشانہ بنانے کی کوشش کی جارہی ہے جو اسلام و مسیحیت کی کشمکش کی تاریخ میں تبشیر پسند (missionary) عیسائیوں کا شیوہ رہا ہے۔ اس کی واضح مثال ہن ٹنگٹن کا بیان ہے Class of Civilisations (1996) میں اس نے لکھا ہے:

"مغرب کے بعض لوگوں نے جس میں بل کلنٹن بھی شامل ہیں، یہ دلیل دی ہے کہ مغرب کی مشکل اسلام

نہیں ہے بلکہ پر تشدد اسلامی انتہا پسند (violent islamic extimists) ہیں جبکہ چودہ سو سالوں کی (اسلامی) تاریخ دوسرا ہی رخ پیش کرتی ہے۔ اسلام اور مسیحیت' خواہ وہ آرتھوڈاکس ہو یا مغربی' کا آپسی تعلق انتہائی کشیدہ رہا ہے۔'' (ص209)

'' مصنف آگے چل کر لکھتا ہے'' مغرب کے لئے پوشیدہ مشکل (underlying problem) اسلامی بنیادی پرستی نہیں ہے۔ بلکہ (خود) اسلام ہے' جو ایک مختلف تہذیب ہے' جس کے ماننے والے اپنی تہذیب کی برتری کے قائل (convinced of the superioritly of thier culture) اور اپنی قوت کی کمتری کے شدید احساس میں مبتلا (obsessed with inferiority of their power) ہیں'' (ص:217)

مغرب میں اس وقت جن طبقات کی طرف سے اسلام مخالف کوششیں ہو رہی ہیں' انہیں بنیادی طور پر دو خانوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے: سیکولر بنیاد پرست اور غیر سیکولر بنیاد پرست۔ اسلام مخالف سیکولر بنیاد پرستوں کی اکثریت حکومت' بیوروکریسی اقوام متحدہ کی سیاسی وثقافتی شاخوں' ملٹی نیشنل کارپوریشنوں' یونیورسٹیز' عدلیہ' تھنک ٹینکس' چیری ٹیبل فاؤنڈیشن اور ذرائع ابلاغ کے اہم اداروں سے وابستہ ہے' صحیح معنوں میں مسلمانوں کے تعلق سے اپنی خطرناکیوں میں یہ لوگ دوسرے طبقات سے بڑھے ہوئے ہیں' کیونکہ جیسا کہ اندازہ کیا جاسکتا ہے' معاشرے میں انہی کا نفوذ ہے۔ وہی حکومتی رجحانات کی بھی تشکیل کرتے ہیں اور عوامی رجحانات کی بھی۔ یہ جمہوری قدروں میں یقین رکھتے ہیں اور گفتار سے زیادہ کردار پر توجہ دیتے ہیں' بدقسمتی سے مسلمانوں کی اکثریت دائیں بازو کے پر جوش ونعرہ باز مذہبی وقومی جنونیوں (Fanatics) کی اوٹ پٹانگ حرکتوں سے متاثر ہے اور اسے ہی بڑا چیلنج تصور کرتی ہے' حالانکہ اصل چیلنج درحقیقت یہ گروپ ہے۔

غیر سیکولر اسلام مخالف طاقتوں کے ضمن میں دائیں بازو کی یہی وہ مذہبی جماعتیں آتی ہیں جن پر مغرب میں اونجیکل عیسائی جماعتوں اور عیسائی صیہونیوں (Christian Ziionists) کا غلبہ ہے۔ ہندوستان میں اس ضمن میں ہندوتو کی علم بردار جماعتیں آتی ہیں۔ حالیہ سالوں میں عالمی سطح پر انہوں نے ہی ''اسلام فوبیا'' کا ماحول پیدا کیا ہے: پیٹ روبرٹسن' ڈینیل پائپ' بیلی گراہم وغیرہ جیسے لوگوں کی کھیپ کی کھیپ پیدا ہو چکی ہے اور ہو رہی ہے۔ ان ناموں کے ساتھ بھی ڈاکٹر' پروفیسر' مقدس (Reverened) کے لاحقات لگے ہوئے ہیں جو عوام کے ذہنوں پر اثرات ڈالنے میں معاون ہوتے ہیں۔ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کھلی جارحیت میں یقین رکھنے والے ایسے لوگ اسلام کے مظاہر سے ہی خوف زدہ ہیں۔ چنانچہ اذان' مساجد اور اسلامی حجاب' غیر مسلم ملکوں خصوصاً یورپ اور امریکہ میں مسلمانوں کی بڑھتی تعداد ان کی بے چینی اور نفرت میں اضافہ کرتی رہی ہے۔ ابھی ہالینڈ میں قرآن پر پابندی کا مطالبہ' آسٹریا کے بعض صوبوں میں مزید مسجدوں کی تعمیر پر روک کا مطالبہ' جرمنی میں اسلام قبول کرنے کے لئے واقعات کی کثرت پر

ہیجان کا اظہار ڈنمارک اور سویڈن وغیرہ میں کارٹون کے ذریعہ پیغمبر اسلام کا خاکہ اڑانے کی کوشش۔ ان تمام واقعات میں زیادہ تر اسی طبقے کے افراد ملوث ہیں۔

اسباب:

اسلام مخالف طاقتوں کی اسلام مخالف ذہنیت کے متعدد اسباب ہیں۔ سب سے اہم سبب اسلام سے متعلق مسلمانوں کا ایک مکمل نظام حیات ہونے کا عقیدہ ہے جو براہ راست مغرب کے خود ساختہ بنیادی اصولوں کی نفی کرتا ہے۔ اگرچہ مکمل نظام حیات بدقسمتی سے اپنی اصل شکل میں صدیوں سے' ہیں بھی نافذ نہیں اس کے باوجود مغرب اس کے تئیں ایک انجانے خطرے سے خوف زدہ ہے' ایک دوسرا سبب جو مغربی سیاسی لٹریچر میں بار بار دہرایا گیا ہے اور خود ہن ٹنگٹن نے بھی اپنی کتاب میں اس کا تذکرہ کیا ہے یہ ہے کہ کمیونزم کے خاتمے کے بعد سرمایہ داری کے ہوس پرستانہ نظام کو جسے مغرب نے اپنی نفع خور اور استحصال پسند ذہنیت کے تحت پوری دنیا (خصوصاً تیسری دنیا کے کمزور ملکوں) پر ٹھونس دیا ہے۔ چیلنج کرنے والی طاقت اسلام کے علاوہ کوئی اور باقی نہیں رہ گئی ہے۔ اسی طرح اسلام کی برتری کی صورت میں مذہبی مورل کوڈ کے احیا کا خوف بھی اسے ستا رہا ہے۔ بدقسمتی سے پچھلی صدی کے اواخر میں ایران یا افغانستان میں جس جذباتی انداز میں اسلام کو نافذ کرنے کی کوشش کی گئی اس نے مغرب کے اس خوف میں مزید اضافہ ہی کیا۔ اسلام اور مسلمانوں کی مخالف اور ان کو کمزور کرنے کی ذہنیت کے پس پشت ایک بڑا عامل مغرب کا اسرائیل کے ساتھ تعلق بھی ہے۔ ایک طرف یورپ اور امریکا میں اسرائیل پسند یہودی سماجی و سیاسی میدانوں میں بااثر پوزیشن رکھتے ہیں' دوسری طرف مسلمان دنیا کے قلب میں یہودی ریاست کی موجودگی مسلم خصوصاً عرب دنیا کو کنٹرول میں رکھنے کے لئے مغرب کی اہم سیاسی ضرورت ہے۔

طریقہ کار:

اسلام کی مخالفت میں سرگرداں یہ سیکولر اور غیر سیکولر دونوں جماعتیں اسلام کی شہرت کو داغدار کرنے اور اسے بے اثر بنانے کے لئے مختلف طریقے اپنا رہی ہیں۔ سیکولر اسلام مخالف طاقتیں اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے مختلف طرح کے سروے' تحقیق و تجزیے' میڈیا ڈسکشن' سیمیناروں کا انعقاد' کتابوں اور جرنلوں کی اشاعت' اسکول و جامعات کی نصابیات کی تیاری وغیرہ کا کام انجام دیتی ہیں' اس طرح اپنے نقطہ نظر اور فکر کو عام اور اسے لوگوں کے ذہنوں میں پیوست کرنے کے لئے دستاویزی طور تفریحی فلموں اور تھیٹر ڈراموں وغیرہ کا بھی استعمال کرتی ہیں پچھلی ڈیڑھ دہائی میں بنی ہالی وڈ کی فلموں پر ایک نظر ڈالی جائے تو اندازہ ہوگا کہ ان کی ایک تعداد اسلام مخالفت پروپیگنڈے سے متاثر ہے اور ان کا عکسی مواد اسلام کو غیر انسانی بنا کر پیش کیے جانے (Demonisation or Dehumanisation) کے پروگرام کا ایک حصہ ہے۔

اسلام مخالفین کی ایک تحقیقات ومطالعات میں ایک بڑا حصہ اسلام کے بعض پہلوؤں کی تعریف پر مبنی ہوتا ہے۔ مغرب کے بہت سے پہلوؤں پر واضح تنقید کی جاتی ہے۔ انسانی اقدار پر زور دیا جاتا ہے' تاہم یہ تمام تر انسانی اقدار کے نمونے وہی ہوتے ہیں جنہیں خود مغرب نے اپنی کارگاہ میں تراشا ہے۔ اسلئے ان میں سے کسی بھی قدر میں مکمل توازان نہیں پایا جاتا۔ (یہ الگ بات ہے کہ اس قبیل کی بہت سی انسانی اقدار آدھی ادھوری شکل میں بھی بہت سے مسلم ملکوں میں اس وقت تک نہیں پائی جاتی) اس طرح مغرب کی پچھلے چار سالوں کے درمیان فکری وتہذیبی یافت اس سے ماقبل کی ہزاروں سال کی وحی پر مبنی فکری وتہذیبی اصول ونظریات اور ان کے معلوم ومحسوس نتائج پر خط نسخ پھیر دیتی ہے۔

مغرب کے اہل حل وعقد کی اکثریت نے اس بات کو شعور کا حصہ بنا رکھا ہے کہ ''روایتی اسلام'' مغرب سے قدم ملا کر نہیں چل سکتا اسلئے اس وقت مغرب میں ایک نئے ماڈل اور ڈھانچے کے اسلام کو وجود میں لانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ یہ کوشش اسی جماعت کی طرف سے ہورہی ہے۔ اصل میں مغرب کا انٹلکچول طبقہ اس حقیقت کو خوب اچھی طرح سمجھ چکا ہے کہ اسلام یا مسلمانوں کو ختم کرنا یا مٹانا تو کجا انہیں خود مغرب کی سرزمین سے بھی بے دخل کر دینا ممکن نہیں۔ کیونکہ مسلمان مغرب کا اٹوٹ حصہ بن چکے ہیں۔ اسلئے قابل عمل بات صرف اسلام کی ایسی ہی تشریح یا تشکیل اور تنقید ہے

اس کیلئے مختلف طریقے اختیار کئے گئے ہیں مثلاً (۱) جماعتی یا علاقائی سطح پر اسلام کی تقسیمی شناخت یا زمرہ بندی' جنوب یا سینٹرل ایشیائی اسلام' شیعی اسلام' معتدل (Moderate) یا ریڈیکل اسلام وغیرہ۔ (۲) نئے فرقوں کو وجود میں لانے اور مسلمانوں کے چھوٹے موٹے اور منحرف فرقوں کی امداد اور ان کو فروغ دینے کی کوشش۔

چنانچہ اس وقت مغرب سے سب سے زیادہ قریب مسلمانوں کا اسماعیلی آغاخانی فرقہ ہے۔ جو حقیقت میں اسلام سے سب سے زیادہ دور ہے۔ دوسرے نمبر پر قادیانیت۔ (۳) قدیم علماء واہل فکر کے شاذ' غیر محققانہ اقوام و تفردات کو غالب اسلامی فکر کا جز بنانے کی کوشش۔ اس وقت مغرب میں سب سے زیادہ علمی کام اعتزال اور تصوف پر ہورہا ہے۔ یہاں اس وضاحت کی ضرورت نہیں کہ دونوں ہی کا کردار اسلامی تاریخ میں مثبت اور منفی دونوں پہلوؤں پر مشتمل رہا ہے۔ لیکن مغرب کی ان کے منفی پہلوؤں پر توجہ زیادہ مرکوز ہے۔ اس طرح مثال کے طور پر محی الدین ابن عربی پر مغربی دنیا فدا ہے کیونکہ محی الدین ابن عربی کے یہاں وحدت ادیان کا تصور نمایاں ہے۔ (۴) اسلامی نظریات وافکار کی تشریح کے لئے نئی اصطلاحات (ٹرمنولوجی) کو وجود میں لانا۔ ان تمام کوششوں کا ماحصل اسلام کی حقیقی متوارث شناخت کو تحلیل (Dilute) کرنا ہے کیونکہ اسی راستے سے نئے اسلام کو وجود میں لایا جاسکتا ہے۔

حاصل کلام:

ماقبل کی اس گفتگو کے بعد فطری طور پر سب سے پہلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مغرب کی ان اسلام مخالف کوششوں کو ناکام بنانے کے لئے ہماری حکمت عملی کیا ہے یا کیا ہونی چاہیے۔ ایسا نہیں ہے کہ یہ حکمت عملی یا منصوبہ بندی

مغرب میں مقیم مسلمان ہی کر سکتے ہیں۔ مواصلاتی ارتقاء کے اس دور میں ایسا سوچنا اپنی عقل اور اسلامی فکر پر سوالیہ نشان لگانا ہے۔ ستم ظریفانہ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے یہاں جو لوگ اخلاص اور عمل کا جذبہ رکھتے ہیں۔ دوسری طرف ہمارے اصحاب فکر لوگوں پر مشتمل طبقے کی اکثریت یا تو بے عملی میں مبتلا ہے یا پھر ذاتی یا گروہی مفادات کی اسیر ہے' اس لئے اس کے اندر مسلم مخالف قوتوں کا شکار ہو جانے کی پوری قابلیت پائی جاتی ہے۔ ایسی ایک بہت بڑی تعداد کو سیاسی وغیر سیاسی مسلم مخالف طبقوں نے اپنے کام کے لئے خرید لیا ہے۔ ایک بہت بڑی تعداد کیلئے خود اپنے ملک اور ماحول میں کام کے مواقع نہیں ہیں ۔ اور اس لئے وہ خالص اسلامی کاز کے لئے بھی غیر اسلامی ملکوں کا رخ کرنے پر مجبور ہیں۔ امت مسلمہ کی اس سے بڑی بدنصیبی کیا ہوگی' ہم اندازہ کر سکتے ہیں کہ عربی اور انگلش کے اہم مجلات وجرائد' ویب سائٹس اور مؤقر ادارے یورپی اور امریکی ممالک سے نکالے اور چلائے جارہے ہیں۔

ایسے میں جنوبی ایشیاء کے مسلم یا کثیر مسلم آبادی والے ملکوں کے اصحاب فکر مسلمانوں کی ذمہ داری بہت بڑھ جاتی ہے۔ یہاں اس کے بھرپور مواقع اور میدان کار ہیں اور یہی وجہ ہے کہ اس وقت اسلام مخالف طاقتوں کی اصل توجہ کا مرکز یہی خطہ بنا ہوا ہے۔ پچھلے پانچ سالوں میں (مغرب کی اصطلاح میں) ''جنوب ایشیائی اسلام'' پر جتنی کتابیں' تحقیقات ومطالعات چھپ چکی ہیں شاید پچھلی کئی دہائیوں میں بھی نہ چھپی ہوں۔ عالمی اشاعتی اداروں سے چھپنے والی کتابوں پر نظر ڈالیں۔ مسلمانوں کے دینی وسماجی اداروں کا چکر لگانے والے مغربی اسکالرز کے پروجیکٹس اور کاموں کا جائزہ لے کر دیکھیں۔ ہمیں اسلام مخالف طاقتوں کی نفسیات' ان کی منصوبہ بندیوں' ان کے کام کرنے کے انداز اور جلد یا بدیر ان کے سامنے آنے والے نتائج سے واقف ہونا چاہیے۔ اسلامی کارکنان کی جدید نسل کی فکری پرداخت اس طرز پر ہونی چاہیے کہ وہ ترجیحی بنیادوں پر عالمی سطح پر اسلام کے دفاع اور اس کے غلبے میں اپنا حصہ ادا کر سکے یہ کام مدارس کے ذریعے زیادہ بہتر طور پر ہو سکتا ہے۔ ان میں بھی خصوصیت برصغیر ہند کے مدارس کو حاصل ہے جو سرکاری دباؤ سے آزاد ہیں۔ لیکن اس کیلئے مدارس کے موجودہ نصاب میں ایسے مضامین کی شمولیت کی ضرورت ہے جن سے گزرنے کے بعد فضلائے مدارس دنیا کی جدید سماجی اور ثقافتی تبدیلیوں سے آشنا ہو سکیں۔ اور ان سے ابھرنے والے چیلنجوں کے جواب کے لئے خود کو تیار کرنے کا اپنے اندر داعیہ محسوس کر سکیں۔

آپ اپنے مضامین بذریعہ ای میل بھی بھیج سکتے ہیں:

editor_alhaq@yahoo.com